نمبر ۷۱ | مورخہ ۱۳؍ دسمبر ۱۹۳۲ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۴؍ شعبان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دو روز سے دردِ شکم کی شکایت ہے۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے ۔

خاندانِ نبوت میں ہر طرح خیریت ہے ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب بیمار ہو کر دہلی سے علاج کے واسطے رہتک چلے گئے ہیں۔ اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں ۔

۹؍ دسمبر جامعہ احمدیہ قادیان کا تبلیغی وفد جو انتیس افراد پر مشتمل تھا۔ جالندھر۔ پھلور۔ لدھیانہ۔ انبالہ۔ دہلی۔ علی گڑھ۔ میرٹھ۔ دیوبند اور سہارنپور سے ہوتا ہوا واپس قادیان پہونچ گیا۔ اور مارننگ کلب کے ساتھ ایک شاندار ہاکی میچ ہوا جس میں مارننگ کلب ایک گول پر جیت گئی۔ میچ کے بعد ریفرشمنٹ دیا گیا ۔

مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل۔ اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کو عیسائیوں سے ایک تحریری مناظرہ کے لئے جہلم روانہ کیا گیا ہے

تقرر عہدہ داران کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد

اور لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے پریذیڈنٹ کا تقرر

۲۰؍ اکتوبر کو لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار "فاروق" کو تین سال کے لئے پریذیڈنٹ منتخب کیا۔ اور منظوری کے لئے حسب قاعدہ نظارت علیا میں کاغذات بھیجے۔ چونکہ قاعدہ اس وقت تک یہی تھا کہ سوائے امراء کے باقی عہدہ داروں کا انتخاب و تقرر سالانہ ہو اور سہ سالہ انتخاب کی منظوری دینا میرے اختیار سے باہر تھا۔ اس لئے کاغذات منظوری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور بھیجے گئے۔ اور میں نے اپنی رائے بھی عرض کر دی۔ کہ تمام عہدہ داران کا انتخاب سہ سالہ ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ کے تقرر کی منظوری صرف ایک سال کے لئے دی ہے۔ اور سہ سالہ انتخاب کو نامنظور فرما دیا ہے۔ چونکہ بعض بیرونی جماعتیں بھی دو سالہ یا سہ سالہ انتخاب کر کے بھیج دیتی ہیں اس لئے بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ سوائے امراء کے جن کے تقرر کی میعاد تین سال تک ہو سکتی ہے۔ باقی تمام عہدہ داروں کا انتخاب سالانہ ہونا چاہیئے۔ ایک سال سے زائد عرصہ کے لئے انتخاب عہدہ داران کا کوئی قاعدہ نہیں ہے ۔

ناظر اعلےٰ۔ قادیان

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دعا کا نشان

میرا یہاں ایک دوست ہے۔ وہ ہمیشہ پریشان اور متفکر رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی عرصہ سے لاپتہ تھی۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں پہلا خط یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء کو دعا کے لئے تحریر کیا۔ گو اس کے بعد بھی ہر ہفتہ کئی خطوط متواتر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر کئے۔ مگر میرا خیال ہے کہ میرا دوسرا خط حضور کی خدمت میں پہنچا ہی ہوگا۔ کہ میرے دوست کی بیوی دس نومبر ۱۹۳۲ء کو واپس اپنے خاوند کے پاس پہنچ گئی۔ جو حضور کی قبولیت دعا کا تازہ اعجازی نشان ہے۔ خاکسار حکیم محمد حسین۔ احمدی۔ بتاوی۔ جاوا۔

رسالہ "جامعہ احمدیہ" کے خریداروں کو اطلاع

قارئین "الفضل" یہ پڑھ کر بہت خوش ہونگے۔ کہ "جامعہ احمدیہ" کا علمی و اخلاقی رسالہ جو بعض موانع کی وجہ سے پچھلے چند ماہ میں شائع نہیں ہو سکا۔ سالانہ جلسہ پر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔ رسالہ علمی و اخلاقی مضامین کا مرقع ہوگا۔ اور ادبی جواہر پاروں کا مجموعہ۔ بہترین تصاویر سے بھی مزین ہوگا۔ "جامعہ احمدیہ" کے تبلیغی وفد کے دلچسپ حالات سفر بھی اس میں شائع کئے جائیں گے۔ سکرٹری رسالہ "جامعہ احمدیہ" قادیان۔

سپاس تعزیت

میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور ان تمام احباب۔ رشتہ داروں اور دوستوں کا جنہوں نے بذریعہ خطوط و تار و اخبارات میرے نوجوان بچے عزیز ملک منظور الٰہی بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کی المناک اور حسرت ناک وفات پر ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ نہایت ہی خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے ان کو اس کا بہتر اجر دے۔ اور عزیز مرحوم کو جو ایک پر جوش اور مخلص احمدی تھا جنت الفردوس میں اعلے سے اعلے مقام دے۔ اور ہم کو صبر جمیل عطا کرے۔ خاکسار ملک کرم الٰہی۔ از لاہور

سی پی کے دوستوں کو اطلاع

میں آج کل کامپٹی چھاؤنی ڈیوک جنٹ کی کافی شاپ میں ملازم ہوں۔ اگر کوئی دوست اس علاقہ میں نزدیک ہوں۔ تو مجھے ملیں۔

خاکسار میرزا محمد حسین۔ احمدی۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیز عطاء اللہ سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد عبد اللہ چک سارام داس ضلع شاہ پور۔ ۲۔ میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ نیز میری مالی مشکلات کے رفع ہونے کے لئے بھی دعا کی جائے۔ خاکسار عنایت اللہ بیگ۔ اکھنور۔ جموں۔ ۳۔ عاجز بعض تکالیف میں مبتلا ہے۔ احباب دعا کریں۔ خدا تعالے دور کرے۔ اور روحانی ترقیات نصیب ہوں۔ خاکسار عبد الغفور خاں احمدی۔ کراچی۔ ۴۔ احباب دعا کریں۔ اللہ کریم میری ہر قسم کی مشکلات کو دور کرے۔ خاکسار مولا بخش شہر قصور۔ ۵۔ قبلہ میر مہدی حسن صاحب مالک فرم احمدیہ فرنیچر سٹور کو گردہ میں پتھری کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد اسحاق از دہلی۔ ۶۔ میری لڑکی زنانہ میڈیکل سکول آگرہ میں امتحان دے رہی ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار (ماسٹر) عبد الرحمن۔ قادیان۔ ۷۔ میرے چھوٹے بھائی اور ہمشیرہ کی آنکھیں ایک مدت سے خراب ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار محمد اسحاق سیالکوٹی۔ قادیان۔

اعلان نکاح

۱۔ چوہدری محمد حیات خاں صاحب میونسپل کمشنر حافظ آباد کی لڑکی ارشاد جہاں بیگم کا نکاح چوہدری سلطان علی خان صاحب رئیس ساکنہ وڈا پنڈ کے ہمراہ چوہدری بشیر احمد صاحب مولوی فاضل نے پڑھا۔ حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مقرر ہوا ہے۔ اس خطبہ نکاح کے وقت تمام رؤسا قصبہ حافظ آباد یعنی تحصیلدار و سب جج و آنریری مجسٹریٹ وغیرہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ اللہ تعالے مبارک کرے۔

۲۔ ۲۴۔ نومبر ۱۹۳۲ء کو عزیز حبیب احمد ولد میر محمد صاحب ساکن نوشہرہ ننگے زئیاں ضلع سیالکوٹ کا نکاح حنیفہ بیگم دختر بابو رحمت اللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر لبستان افغاناں کے ساتھ بعوض حق مہر سات سو روپیہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نارووال نے پڑھا۔ خدا تعالے مبارک کرے۔ خاکسار عبد اللہ۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بابت ۱۹۳۲ء

چونکہ جلسہ سالانہ کے پروگرام میں بعض تبدیلیاں واقعہ ہوگئی ہیں۔ اس لئے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۳۲ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ " " ۱۰½ " "	افتتاحی تقریر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔
۱۰½ " " ۱۱ " "	خطبہ استقبالیہ	جناب ناظر صاحب ضیافت
۱۱ " " ۱۲ " "	ہستی باری تعالے	جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور
۱۲ " " ۱ " "	مسئلہ خلافت	جناب مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اجلاس دوم

وقت	مضمون	لیکچرار
۳ بجے سے ۴ بجے تک	اسلام اور بالشویزم	جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ سلسلہ احمدیہ
۴ " " ۵ " "	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام	جناب مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ
۵ " " ۶ " "	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں	جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق"

۲۷ دسمبر ۱۹۳۲ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ " " ۱۱ " "	دیگر مذاہب پر علمی تبصرہ	جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور"
۱۱ " " ۱۲ " "	فلسفہ احکام شریعت اسلامیہ	ابو البرکات جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مبلغ سلسلہ احمدیہ
۱۲ " " ۱ " "	اجرائے نبوت	جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ

اجلاس دوم

۳ بجے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر شروع ہوگی

۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ " " ۱۱ " "	تہذیب و تمدن	جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ
۱۱ " " ۱۲ " "	وفات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام	جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ
۱۲ " " ۱ " "	عقائد احمدیت پر بعض ضروری اعتراضات کے جواب	جناب ملک عبد الرحمن صاحب خادم بی۔ اے گجراتی۔

اجلاس دوم

۳ بجے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر شروع ہوگی

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

لکھنؤ اور الہ آباد کانفرنس میں شامل ہونے سے انکار

آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اہم فیصلہ

مسلمانوں کی متفقہ صدائے احتجاج

مولینا ابوالکلام آزاد۔ شیخ عبدالمجید سندھی۔ ڈاکٹر محمود اور مسٹر آصف علی اجکل لکھنؤ اور بعد ازاں الہ آباد میں جس اتحاد کانفرنس کے انعقاد کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ مسلمانوں کا بیشتر حصہ اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کر چکا ہے۔ متعدد جلسوں اور قراردادوں میں۔ تقریروں اور تحریروں میں اس امر کا اعلان کیا جاچکا ہے کہ مسلمان کسی صورت میں بھی اپنے مطالبات میں تغیر یا کمی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خود لکھنؤ میں جب مسلم زعماء اکٹھے ہوئے۔ تو انہوں نے جو تجاویز منظور کیں۔ ان کا لب لباب یہی تھا۔ کہ مسلمانوں کے چودہ مسلمہ سیاسی مطالبات میں سے تیرہ مطالبات اگر بغیر کسی رد و بدل کے ہندوؤں نے منظور کر لئے۔ تو باقی ایک نکتہ یعنی طریق انتخاب کے متعلق بعد میں گفت و شنید کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خاں نے بھی زمیندار میں یہی لکھا۔ کہ

”نیشنلسٹ جماعت کے قائد اعظم ہونے کے لحاظ سے مولانا ابوالکلام آزاد نے یقین دلایا۔ کہ مسلمانوں کے شہرہ آفاق چودہ مطالبات میں سے طریق انتخاب کو چھوڑ کر باقی تیرہ مطالبات میں اگر ہندوؤں نے ایک نقطہ اور ایک شوشہ کی بھی کمی کی تو نیشنلسٹ جماعت ان کا ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گی“۔ (۲۶ر اکتوبر)

خطرناک فیصلے

لیکن نہ معلوم الہ آباد اتحاد کانفرنس کے وقت مسلمانوں کے ان کہلانے والے لیڈروں کو کیا ہو گیا۔ انہوں نے مسٹر جناح کے چودہ نکات میں سے ایک ایک نکتہ میں ایسی ترمیمیں منظور کیں۔ جن سے مسلمانوں کے مسلمہ مطالبات کو خطرناک صدمہ پہونچا اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ ان تجاویز کو منظور کرنا اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت خریدنے کے مترادف ہے۔

مسلم زعماء کا اجتماع

اسی امر پر غور کرنے اور نام نہاد الہ آباد اتحاد کانفرنس کی تجاویز کے حسن و قبح کو معلوم کرنے کے لئے ۲۰ر نومبر کو آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کونسل آل انڈیا مسلم لیگ اور جمعیۃ علماء ہند کانپور کا ایک مشترکہ اجلاس ڈاکٹر سر عبداللہ سہروردی ایم ایل اے کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک سو کے قریب مسلم زعماء ملک کے مختلف حصص سے نیز مسلمان ممبران اسمبلی بھی شریک ہوئے اس موقعہ پر الہ آباد کانفرنس کے شرکاء یعنی نواب اسماعیل خان صاحب سید محمد حسین صاحب۔ سید ذاکر علی صاحب اور شیخ عبدالمجید صاحب سندھی کو اس بات کا موقعہ دیا گیا۔ کہ وہ الہ آباد کانفرنس کے فیصلوں کی تشریح کریں۔ اس کے بعد آٹھ گھنٹہ تک غور و خوض کیا گیا۔ اور لمبی بحث و تمحیص کے بعد جس میں ملک فیروز خاں نون۔ مولانا شفیع داؤدی سر محمد یعقوب۔ مولانا محمد مظہر الدین۔ مولانا سید حبیب۔ مولانا نواب اسمٰعیل خاں اور شیخ عبدالمجید سندھی وغیرہ نے حصہ لیا۔ ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ

”یہ جلسہ اس امر کو بالکل واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ کوئی فرقہ وارانہ تصفیہ خواہ وہ کسی کے درمیان ہوا ہو۔ ملت اسلامیہ کے لئے اس وقت تک قابل تسلیم نہ ہوگا جب تک کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس بابت یکم جنوری ۱۹۲۹ء کی قراردادوں میں مذکورہ تمام مطالبات جن کا اعادہ ۵ اپریل ۱۹۳۱ء کی قراردادوں میں کیا گیا ہے تمام و کمال منظور نہ کر لئے گئے ہوں۔ یہ جلسہ مزید غور و خوض کے بعد اپنی اس متفقہ رائے کو ضبط تحریر میں لاتا ہے۔ کہ الہ آباد کی تجاویز جو اب تک شائع ہوئی ہیں۔ وہ مسلمانوں کے مطالبات سے کم ہیں لہٰذا وہ قابل تسلیم نہیں“

طوفان بے تمیزی

اس قرارداد کا شائع ہونا تھا۔ کہ الہ آباد کانفرنس کے حامیوں نے ایک طوفان بے تمیزی پیدا کر دیا۔ اور عجیب عجیب رنگ میں کوشش کی۔ کہ ان نقصان رساں حقائق پر پردہ ڈال دیا جائے۔ جن کو آل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ نے الہ آباد سکیم پر غور کر کے ظاہر کیا تھا۔ اور وہ اس قسم کی حیلہ سازیوں سے کام لینے پر مجبور بھی تھے۔ کیونکہ وہ ان تینوں جمعیتوں کی طاقت سے بخوبی واقف تھے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ انہوں نے ہی نہرو رپورٹ کی مخالفت کی۔ اور انہی کے پُراثر دلائل کی وجہ سے مسلمانوں کا بیشتر حصہ کانگرسی تحریکات سے کنارہ کشی کا اعلان کر چکا ہے۔ پس جب وہ جانتے اور خوب سمجھتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے اور اس غصہ اور غم کا بدلہ لینے کے لئے کہ کیوں ان تجاویز کو مسترد کر دیا گیا۔ ان تینوں جمعیتوں کو مطعون کرنا شروع کر دیا۔ مگر دنیا نے سمجھ لیا۔ کہ صداقت کس طرف ہے۔ انہوں نے الہ آبادی تجاویز کو مسترد کر دیا اور کاملاً اس سے اپنی برأت کا اظہار کیا۔

حکومت ہند کا مراسلہ

ہندوؤں کی غرض اس اتحاد کا ڈھونگ رچانے سے جو کچھ تھی وہ تو ظاہر ہی ہے۔ یعنی وہ چاہتے تھے۔ کہ وزیر اعظم کا فرقہ وارانہ فیصلہ جس میں مسلمانوں کی کسی قدر اشک شوئی کی گئی ہے۔ تبدیل ہو جائے۔ اور مسلمان پھر ہندوؤں کی غلامی میں جکڑ جائیں۔ لیکن ہندوؤں کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اور حکومت ہند نے جو مراسلہ وائٹ ہال کو تحریر کیا۔ اس میں بھی انہی خیالات کا اظہار کیا۔ کہ الہ آباد کانفرنس کے فیصلوں کو تمام اقوام کی تائید حاصل نہیں۔ جو وزیر اعظم کے فیصلہ کی تبدیلی کے لئے لازمی شرط ہے۔ نیز مراسلہ میں برطانیہ گورنمنٹ کو مشورہ دیا گیا۔ کہ وہ الہ آباد کے فیصلہ جات سے کسی طرح متاثر نہ ہو۔

غرض مسلمانوں کی متحدہ اور پُراثر آواز کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ حکومت کو بھی یہ امر تسلیم کرنا پڑا۔ کہ معاہدہ الہ آباد تمام اقوام کا متفقہ نہیں۔ اور اس کی تجاویز ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ انہیں جامۂ عمل پہنایا جاسکے۔ مسلمان اس پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں۔ کم ہے۔

مسئلہ پنجاب

فرقہ وارانہ مسئلہ کا الہ آبادی حل جس قدر مضرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کی حقیقت اب بہت واضح ہو چکی ہے۔ پنجاب میں حکومت کے فیصلہ کے مطابق مسلمانوں کو ۱۷۵ کے ایوان میں چھیاسی نشستیں یقینی طور پر جداگانہ انتخاب کے ذریعہ حاصل ہونگی۔ ان کے علاوہ ایک زمیندار سے اور دو زمینداروں کی نشستیں حاصل کر سکینگے۔ اسی طرح مزدوروں کی نشستوں میں سے بھی ایک نشست مسلمانوں کو ملنے کا غالب گمان ہے۔ اس طرح مجموعی نشستوں کی تعداد ۹۰ ہوگی مگر الہ آبادی سکیم میں مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کے تحفظ سے بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ جداگانہ انتخاب کو نہایت معقول وجوہ کی بنا پر

اہمیت حاصل ہے۔ مزید برآں کافی نشستیں سکھوں کو دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پھر ایک طرف تو پنجاب میں مسلمانوں کو فرقہ وارانہ فیصلے کے مطابق جتنی نشستیں مل سکتی ہیں۔ ان میں کمی کر دی گئی ہے۔ اور دوسری طرف سکھوں کی نشستیں بڑھا دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں پنجاب میں سکھوں اور ہندوؤں کے لئے ایسے تحفظات مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ جن کے مطابق اگرچہ صرف دس برس کے لئے مسلمانوں کو ۵۱ فیصدی نشستیں حاصل ہونگی۔ مگر اختیار واقتدار کی باگ ڈور ہمیشہ ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ میں رہے گی ؛

مسئلہ سندھ

اسی طرح مسلمانوں کا ہمیشہ سے مطالبہ رہا ہے۔ کہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے غیر مشروط طور پر علیحدہ کر دیا جائے۔ ملک معظم کی حکومت نے اس علیحدگی کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ بشرطیکہ جدید صوبہ کے مالی اخراجات کے اطمینان بخش ذرائع دریافت ہوسکیں مگر الہ آباد میں ہندو و سندھیوں نے ایسی شرائط اور تحفظات کے ماتحت سندھ کی علیحدگی کو منظور کیا ہے۔ جو علیحدگی کو بالکل بے قیمت بنا دے گی۔ بلکہ ان تحفظات کے ساتھ سندھ کی علیحدگی بقول حاجی عبداللہ ہارون اسے موجودہ حالت سے بھی بدتر بنا دے گی۔ پھر جدید صوبہ میں ہندوؤں کو عارضی طور پر جو نشستیں دی گئی ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد ان نشستوں سے زیادہ ہے۔ جو انہیں فرقہ وارانہ تصفیہ کے ماتحت ملی ہیں ؛

مسئلہ بلوچستان

اسی طرح مسلمانوں کا مطالبہ تھا۔ کہ بلوچستان میں بھی اسی طریق پر اصلاحات نافذ کی جائیں۔ جس طرح دیگر صوبجات میں کی جائینگی مگر الہ آباد کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع پر بعد میں غور کیا جائے گا ؛

ہندوؤں کے لئے تحفظات

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ الہ آباد کی سکیم میں بنگال، پنجاب اور سندھ کے ہندوؤں کے لئے تو تحفظات مقرر کئے گئے ہیں لیکن صوبجات متوسط اور مدراس وغیرہ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں کوئی متوازی انتظامات نہیں کئے گئے۔ حالانکہ وہاں مسلمانوں کو اس کی بے حد ضرورت ہے۔ غرض اس میں شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ کہ الہ آباد کی سکیم واضح طور پر مسلمانوں کے لئے ضرر رساں ہے۔ اور اسے قبول کرنا خطرناک طور پر نقصان دہ ہے۔ مسلمانوں نے اسی وجہ سے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ وغیرہ نے اسے مسترد کر دیا ؛

لکھنؤ کانفرنس کے حامیوں کی عاقبت نااندیشی

مگر افسوس ہے۔ لکھنؤ کانفرنس کے حامی ابھی تک اس خیال خام میں مبتلا ہیں۔ کہ جمہور مسلمان ان کی تائید میں ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل دروغ ہے۔ مسلمان جماعتی حیثیت سے اس کانفرنس سے کلیۃً علیحدہ ہیں۔ ہاں اگر کوئی ذاتی حیثیت سے اس میں شامل ہے۔ تو وہ دوسری بات ہے۔ اسی خیال خام میں مبتلا ہو کر انہوں نے اب لکھنؤ میں کانفرنس منعقد کی۔ اور اس کے بعد پھر الہ آباد میں اتحاد کانفرنس منعقد کرنے کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں ؛

دعوت شرکت کا استرداد

آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے بروقت اس خطرہ کو محسوس کیا۔ اور جب کہ اسے پنڈت مدن موہن مالویہ اور شیخ عبدالمجید صاحب سندھی کی طرف سے کانفرنس میں شمولیت کے لئے دعوت نامے موصول ہوئے۔ تو ۴ دسمبر کو ایک خاص اجلاس میں یہ قرارداد منظور کی۔ کہ:۔

"ہرگاہ لکھنؤ اور الہ آباد کی کانفرنسوں نے ایسی تجاویز منظور کی ہیں۔ جو اسلامی مطالبات کے قطعی طور پر مخالف ہونے کے علاوہ اس تجویز کے بھی خلاف ہیں۔ جو گزشتہ اکتوبر میں بمقام لکھنؤ مسلم کانفرنس میں منظور کی گئی تھی۔ اور ہرگاہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس نے جو ۲۷ نومبر ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ الہ آباد کی تجاویز کو منظور نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان میں اب تک کوئی ترمیم اور اضافہ نہیں ہوا ہے۔ نیز ہندوستان کی ہندو اور سکھ نمائندہ انجمنوں اور گول میز کانفرنس کے ہندو اور سکھ مندوبین کے رویہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ فیصلہ کرتی ہے۔ کہ آنے والی لکھنؤ اور الہ آباد کانفرنسوں میں نمائندگان لیگ کے شامل ہونے سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوگا "

بعد ازاں سکرٹری صاحب کو اجازت دی گئی۔ کہ وہ اس قرارداد کے مطابق شیخ عبدالمجید صاحب سندھی اور پنڈت مدن موہن مالویہ کے دعوت ناموں کا جواب دے دیں۔

اس قرارداد کے مطابق مولوی سر محمد یعقوب صاحب آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ان دونوں اصحاب کو خطوط ارسال کر دیئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ اس کانفرنس میں شریک ہونے سے چونکہ مسلم لیگ کسی قسم کا فائدہ نہیں دیکھتی۔ اور چونکہ آپ کے بعض رفقاء نے یہ یقین دلایا تھا۔ کہ الہ آباد میں جو قراردادیں منظور کی گئی ہیں۔ ان کی حیثیت بالکل آزمائشی ہے۔ اور مسلم لیگ رائے کی روشنی میں بشرط ضرورت ان میں تغیر و تبدل کیا جا سکیگا۔ لیکن لیگ کی مجلس عاملہ کو ایسی کسی ترمیم و تنسیخ کے متعلق اطلاع نہیں ملی۔ اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کانفرنس کا بجز اس کے اور کوئی مقصد نہیں۔ کہ الہ آباد کے فیصلوں کی تصدیق کر دی جائے۔ اور چونکہ ایسا کرنا مفاد اسلامی کے خلاف ہے، اس لئے آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندگان اس میں شرکت اختیار نہیں کرینگے ؛

قابل تعریف فیصلہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ فیصلہ معزز کارکنوں کی دانائی اور تدبر کی بہترین مثال ہے حقیقت میں ان کانفرنسوں میں شرکت اختیار کرنا سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ مفہوم نہیں رکھتا۔ اس فیصلہ کے بعد بھی جو لوگ کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں۔ انہیں قطعاً عاقبت اندیش قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر وہ کوئی فیصلہ کریں گے۔ تو دیکھ لینگے۔ کہ تمام مسلمان اس کے خلاف آواز بلند کرتے اور یہ ثابت کر کے دکھا دیتے ہیں۔ کہ ان کی مرضی اور منشاء کے خلاف چل کر کوئی قوم ہندو مسلم مفاہمت کا حقیقی راستہ کھولنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی ؛

السیرت النبی کے جلسوں کی مخالفت کرنیوالے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک پر ۱۶ نومبر کو ہندوستان کے طول وعرض میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومحاسن اور آپ کی پاکیزہ سیرت کے بیان کرنے کے لئے جو جلسے منعقد ہوئے۔ ان میں اگرچہ اللہ تعالٰے کے فضل سے ہمیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ مگر یہ معلوم کر کے نہایت صدمہ ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے ایک طبقہ نے ان جلسوں کی نہ صرف مخالفت کی، بلکہ فتوے شائع کر کے اس میں شمولیت سے لوگوں کو روکا۔ اور یہ جس قدر افسوسناک فعل ہے۔ وہ بالکل ظاہر ہے۔ ایک طرف غیر متعصب غیر مسلموں کا ہمارے سامنے یہ رویہ ہے۔ کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع میں اس دن تقریریں کیں۔ دوسری طرف مسلمانوں میں سے بعض کا یہ طریق عمل ہے۔ کہ انہوں نے شدید مخالفت کی حالانکہ ان جلسوں کا مدعا تبلیغ احمدیت نہ تھا بلکہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن بیان کرنا تھا۔ اسی طبقہ میں اخبار "شیر رنگون" بھی شامل ہے۔ یہ اخبار روزنامہ ہے۔ اور رنگون سے شائع ہوتا ہے۔ اس نے بھی جماعت احمدیہ کے ان جلسوں کی مخالفت کی۔ اور اپنے اخبار میں یہ فتوے شائع کر دیا۔

"در عامۂ اہل اسلام کو چاہیئے۔ کہ اس قسم کے جلسوں کا مقاطعہ کر کے اپنے جذبۂ ایمانی اور جوش اسلامی کا ثبوت دیں "

معلوم نہیں۔ یہ "جذبۂ ایمانی" اور "جوش اسلامی" کس قسم کا ہے۔ کہ خود اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اس سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر یہی ایمان اور جوش اسلامی ہے۔ تو خدا ہر شخص کو اس سے محفوظ رکھے۔ مگر خدا نے ان ملانوں کو اپنی مساعی میں ناکام رکھا۔ اور جماعت احمدیہ رنگون نے بخیر وخوبی جلسہ منعقد کیا۔ مخالفت کرنے والوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے رویہ پر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ وہ مفاد ملی کو کتنی خطرناک نقصان پہونچا رہے ہیں۔

مسلم ارکان اسمبلی کا قابل تعریف رویہ

آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اس فیصلہ کے بعد کہ لکھنؤ اور الہ آباد اتحاد کانفرنس کا مقاطعہ کر دیا جائے مسلم ارکان اسمبلی نے بھی ایک بیان میں مسلمانوں کو اس قسم کی کانفرنسوں سے احتراز کی تلقین کی ہے۔ اور اس امر کو واضح

احمدیت کے متعلق مضمون

صداقتِ حضرت مسیح موعودؑ ازروئے بائبل

سیدنا احمد قادیانی اور بائیبل

گو اس عنوان پر میرے اور بزرگوں اور دوستوں نے کافی سے زیادہ بحث کر کے اسے نہایت واضح کر دیا ہے۔ تاہم اپنے آقا کی محبت نے مجبور کر دیا۔ کہ میں بھی چند الفاظ اسپرد قلم کروں ؎

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

مضمون کی غرض

پہلے مضامین سے بہت سی سعید طبائع نے فائدہ اٹھایا اور اٹھائینگی۔ لیکن ممکن ہے میرے ان چند کلمات سے بھی کوئی روح فائدہ اٹھالے۔ اور میں اجر کا مستحق ٹھہر جاؤں۔ اور دیگر بزرگوں کی دعاؤں سے بھی فائدہ اٹھا سکوں۔ کیونکہ مشہور ہے ؎

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

اللہ تعالے نے اپنے سچے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔ اور دنیا میں سے ایک حصہ نے خدا کی آواز پر لبیک کہا۔ مگر افسوس بہت سے لوگ باوجود جگائے جانے کے غفلت میں پڑے ہیں۔ اور اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا انہیں وہ آواز قطعاً سنائی ہی نہیں دی۔ اس لئے جب تک انہیں بار بار نہ سنایا جائے۔ وہ اس طرف کم توجہ دیتے ہیں۔

آج چاہا۔ کہ بذریعہ تحریر میں بھی ایسے لوگوں کو بتاؤں۔ اور آگاہ کروں۔ کہ اٹھو آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو۔ کہ روحانی آفتاب تمہارے پاس اپنی کرنیں نہایت شان و شوکت سے پہنچا رہا ہے۔ اس حالت میں تمہارا اندھیری کوٹھریوں میں پڑے رہنا ہرگز مناسب نہیں۔ اگر خدا نے دنیاوی سورج کے طلوع کو ہمہ کام کرنے کا موقع قرار دیا ہے۔ (وجعلنا النھار معاشا۔ نبا) تو کیا روحانی آفتاب کا ہی وقت ایسا بے قیمت ہے۔ کہ اسے سوتے سوتے گزارنا گوارہ کیا جا سکے۔ ہرگز نہیں۔ آؤ میں تمہیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ایک قول سناؤں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "ہر وقت جاگتے اور دعا مانگتے رہو۔ تاکہ تم کو ان سب ہونے والی باتوں (مصائب) سے بچنے اور ابن آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور ہو"۔ (لوقا ۲۱/۳۶)

مسیح کی آمد ثانی

سوچو اور غور کرو۔ کہ زمانہ کی پہلی چال کیا تھی۔ اور اب کدھر جا رہا ہے۔ اگر زیادہ نہیں سوچ سکتے۔ تو کم از کم اپنے آپ کو آج سے قبل دو ہزار سال کے زمانہ میں فرض کرو۔ اور سنو۔ کہ خدا کا ایک پیارا (مسیح ناصری) تمہیں کیا نصائح کرتا ہے۔ اور تمہیں کن امور سے ڈراتا۔ اور کن امور کے متعلق خوشخبری سناتا ہے۔ اگر تمہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی نصائح وغیرہ سنائی دینگی۔ تو ان میں یہ کلام بھی ضرور سنائی دے گا۔ "میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے۔ کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے"۔ (متی ۲۳/۳۹) پھر فرماتے ہیں:۔ "کیا خدا اپنے برگزیدوں کا انصاف نہ کرے گا۔ جو رات دن اس سے فریاد کرتے ہیں۔ اور کیا وہ ان کے بارے میں دیر کرے گا۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ وہ جلد ان کا انصاف کرے گا۔ تاہم جب ابن آدم آئیگا تو کیا زمین پر ایمان پائے گا۔؟ (لوقا ۱۸/۷،۸) یہ قول ہمیں ایک دوسرے زمانہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آؤ ذرا اس بارے میں آپ کے ایک رسول کا قول بھی دیکھ جائیں۔ لکھتا ہے۔ "توبہ کرو اور رجوع لاؤ۔ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آویں۔ اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے۔ ؎ بھیجے ضرور ہے۔ کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا۔ کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی برپا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے۔ اس کی سننا۔ اور یہ ہوگا۔ کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنیگا۔ وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائیگا"۔ (اعمال ۳/۱۹-۲۳) میں بشارت دیتا ہوں۔ کہ یہ کلام ہمارے اس زمانہ میں پورا ہو گیا الحمد للہ علی ذالک

شبہات کا ازالہ

ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے دل میں شبہات پیدا ہوں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم معمولی شبہات کی وجہ سے خدا کے پیاروں کے کلام کو بے حقیقت ٹھہرائیں۔ یا لاپرواہی اور غفلت سے کام لیتے ہوئے اس کو ٹھکرا دیں۔ بلکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم پورے طور پر غور و فکر سے کام لیں۔ تاکہ خدا کے ملزم نہ ٹھہریں۔

یہاں بھی ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مندرجہ بالا کلام میں تو مسیح خود اپنی آمد کی خبر دیتے ہیں۔ نہ کہ کسی دوسرے شخص کی۔ اس لئے ہم کسی دوسرے کو مانیں تو کس طرح؟ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔

جواب اول

ہماری طرف سے بارہا بادلائل ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ نے اپنی طبعی موت سے دنیا کو چھوڑا۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئی مندرجہ متی ۱۲/۴۰ و لوقا ۱۱/۳۰ ایک برہان واضح ہے۔ آپ اس میں اپنے آپ کو حضرت یونس سے مشابہ ٹھہراتے ہیں۔ اگر یہ نہ تسلیم کیا جائے۔ کہ آپ صلیب کے بعد قبر میں رکھے جانے کے وقت زندہ تھے۔ اور زندہ ہی رہے۔ تو اس تشبیہ کے کوئی معنے نہیں بن سکتے۔ بلکہ اسے بالکل لغو ماننا پڑے گا

اگر یہ کہا جائے۔ کہ قبر میں رکھا جانا مشابہت قائم کرتا ہے تو یہ غلط۔ کیونکہ حضرت یونس قبر میں نہ رکھے گئے تھے۔ بلکہ وہ تو مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ دوم قبر میں رکھا جانا صرف حضرت مسیح کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ لاکھوں کروڑوں انسان قبروں میں موجود ہیں۔ اس طرح تو گویا حضرت مسیح کا معجزہ بالکل باطل اور بے حقیقت ٹھہرتا ہے۔ سوم اگر کہا جائے۔ کہ تین دن رات قبر میں پڑا رہنا حضرت مسیح کو یونس سے مشابہ ٹھہراتا ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ وجہ یہ کہ یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ مگر مسیح علیہ السلام صرف دو رات اور ایک دن قبر میں رہے۔ جیسا کہ لوقا ۲۳/۵۴،۵۶ سے ظاہر ہے۔ کہ آپ جمعہ کے دن شام کو قبر میں رکھے گئے۔ لیکن جب عورتیں اتوار کی صبح کو خوشبودار چیزیں قبر پر لے کر گئیں۔ تو آپ وہاں موجود نہ تھے۔ دیکھو لوقا ۲۴/۱،۲،۳ گویا آپ اس رات قبر سے نکل چکے تھے۔ پس اس طرح بھی مماثلت قائم نہیں رہ سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائی دوستوں کو تین دن تین رات میں تحریف کر کے تین دن رات بنانا پڑا۔ مگر ملایو زبان کی بائیبل میں تین دن اور تین رات کے الفاظ صاف طور پر موجود ہیں پس ہمیں مجبوراً ماننا پڑا۔ کہ آپ کا قبر میں اور حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ہی وجہ تشبیہ ہے۔ پس آپ صلیب پر ہرگز نہیں مرے

دوسری دلیل جو اس مدعا کے اثبات کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ یہ ہے کہ پکڑے جانے سے قبل آپ پہاڑ زیتون پر گئے۔ اور وہاں پہنچ کر اس نے اپنے شاگردوں سے کہا۔ دعا مانگو۔ کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ اور وہ ان سے بمشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کے ٹپے آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا مانگنے لگا۔ کہ اے باپ اگر تو چاہے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹالے۔ تاہم میری مرضی نہیں۔ بلکہ تیری مرضی ہی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا۔ اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا ۲۲/۳۹-۴۴)

اور بائیبل کے قانون کے ماتحت اس دعا کی قبولیت یقینی

؎ یہاں یہ دو لفظ ہیں۔ یعنے مسیح جسکو میں نے عمداً چھوڑ دیا ہے کیونکہ ملایو زبان کی انجیل میں وہ لفظ نہیں پائے جاتے ....
بحقہ نیدرلینڈز بائبل گینوٹز خپ امسٹرڈم ۱۹۲۶ء مطبوعہ جاپان

تھی۔ پڑھو تو قادر مطلق میں مسرور ہیگا۔ اور خدا کی طرف اپنا مونہہ اٹھائے گا۔ تو اس سے دعا کرے گا۔ اور وہ تیری سنے گا۔ اور تو اپنی منتیں پوری کرے گا۔ جس بات کو تو کہے گا۔ وہ تیرے لئے ہو جائیگی" (ایوب ۲۲/۲۶-۲۸) "وہ صادقوں کی دعا سنتا ہے" امثال ۱۵/۲۹ سو ایسا ہی ہوا جیسا کہ لکھا ہے۔ "خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی" (عبرانیوں ۵) اگر آپ دعا نہ بھی کرتے۔ تب بھی خدا آپ کی حفاظت کرتا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ "وہ سب جو تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شادمان ہوں۔ سدا خوشی سے للکاریں۔ کیونکہ تو ان کی حمایت کرتا ہے" زبور ۵/۱۱ خصوصاً جبکہ آپ مسیح (ممسوح) تھے۔ "پڑھو" خداوند اپنے ممسوح کو بچا لیتا ہے" (زبور ۲۰/۵)

توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں عبارات واضح ہیں۔ پس حضرت مسیح ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنی طبعی موت مرے۔ اور یہ تسلیم کر لینے کے بعد مسیح کے آسمان پر جانے وغیرہ کے قصوں کی جو حقیقت باقی رہ جاتی ہے، وہ ظاہر ہی ہے۔

اب جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ آپ اپنی طبعی موت مر چکے ہیں تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ وہ خود واپس دنیا میں نہیں آ سکتے۔ کیونکہ "جیسے بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی وہ جو قبر میں اترتا ہے۔ پھر کبھی اوپر نہیں آتا۔ وہ اپنے گھر کو پھر نہ لوٹے گا۔ نہ اس کی جگہ پھر اسے پہچانے گی۔" (ایوب ۷/۹-۱۰) "انسان مر کر پڑا رہتا ہے۔ بلکہ انسان دم چھوڑ دیتا ہے۔ اور پھر وہ کہاں؟ جیسے جھیل کا پانی موقوف ہو جاتا۔ اور دریا اترتا اور سوکھ جاتا ہے۔ ویسے ہی آدمی لیٹ جاتا ہے۔ اور اٹھتا نہیں۔ جب تک آسمان ٹل نہ جائے۔ وہ بیدار نہ ہوں گے۔ اور نہ اپنی نیند سے جگائے جائیں گے۔" (ایوب ۱۴/۱۰-۱۲ و ۲ سموئیل ۱۲/۲۳ و واعظ ۹/۵-۶)

پس جن پیشگوئیوں میں آپ کی آمد ثانی کا ذکر پایا جاتا ہے وہاں آپ کا کوئی مثیل قرار دیا جائیگا

جواب دوم

جملہ "وہ اس مسیح کو جو تمہارے لئے مقرر ہوا ہے۔۔۔ بھیجے" بھی بتاتا ہے۔ کہ اس آمد سے مراد مثیل کی آمد ہے۔ نہ کہ خاص حضرت مسیح علیہ السلام کی (اعمال ۳/۲۰) اگر کوئی شخص کہے۔ کہ عبارت یہ ہے۔ "وہ اس مسیح کو جو تمہارے لئے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے" تو اس کا پہلا جواب تو حاشیہ میں لکھ چکا ہوں۔ دوسرا اگر غور کیا جائے۔ تو اس عبارت کے کوئی معنے ہی نہیں بنتے۔ اگر واقعی خود یسوع کے آنے کا ذکر ہوتا۔ تو صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ وہ "یسوع کو بھیجے"۔ لیکن یہاں اسی پر اکتفا نہیں کی گئی۔ بلکہ ایک لمبا جملہ "اس مسیح کو جو تمہارے لئے مقرر ہوا ہے" بڑھایا گیا ہے جو صاف طور پر ایک نئے مسیح کی خبر دیتا ہے ؎

جواب سوم

۲ سلاطین ۲/۱۱ سے ثابت ہے۔ کہ ایلیاہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا۔ اور لکھا ہے۔ کہ "دیکھو خداوند کی بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا" (ملاکی ۴/۵) گویا آمد مسیح سے قبل ایلیاہ کا آنا ضروری ہے۔ مگر مسیح فرماتے ہیں "چاہو۔ تو مانو ایلیا جو آنے والا تھا۔ یہی (یوحنا) ہے" (متی ۱۱/۱۴ و ۱۷/۱۲) معلوم ہوا۔ کہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی آمد کا وعدہ دیا گیا ہو۔ لیکن مراد اس سے اس کا کوئی مثیل ہو

جواب چہارم

اللہ تعالےٰ حضرت یرمیاہ سے یوں کلام کرتا ہے:۔

"وہ یعقوب کی مصیبت کا وقت ہے۔ پر وہ اس سے رہائی پائیگا اور اس روز یوں ہو گا۔ کہ رب الافواج فرماتا ہے۔ کہ میں اس کا جوا تیری گردن سے توڑ دوں گا۔ اور تیرے بندھنوں کو کھول ڈالوں گا۔ اور بیگانے پھر تجھ سے خدمت نہ کرائیں گے۔ پر وہ اپنے خداوند خدا کی۔ اور اپنے بادشاہ داؤد کی جسے میں ان کے لئے برپا کروں گا۔ خدمت کرینگے" (یرمیاہ ۳۰/۷-۹) پھر لکھا ہے "میں ان کے لئے ایک چوپان مقرر کروں گا اور وہ ان کو چرائیگا یعنے میرا بندہ داؤد وہ ان کو چرائے گا۔ اور وہی ان کا چوپان ہو گا۔ اور میں ان کا خداوند خدا ہوں گا۔ اور میرا بندہ داؤد ان کے درمیان فرمانروا ہو گا۔" (حزقیل ۳۴/۲۳-۲۴ و ۳۷/۲۴) اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی کب ہوئی آؤ اس کی بائیبل ہی سے تحقیق کریں۔ ۲ تواریخ کھول لیتے۔ آپ کو سب حالات معلوم ہو جائینگے وہ پیشگوئی جو اوپر درج ہے۔ وہ شاہ یہوداہ صدقیا کی حکومت کے چوتھے سال اور پانچویں ماہ میں کی گئی جیسا کہ یرمیاہ ۲۸/۱ سے عیاں ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد صدقیا تک سولہ بادشاہوں نے ۴۹۵ سال حکومت کی۔ اور اگر چار سال تا صدقیہ کی حکومت کے شمار کئے جائیں۔ تو گویا پورے پانسو سال بعد یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے لوگوں کو سنائی گئی ؎

ان واقعات کی موجودگی میں "حضرت داؤد" کے برپا ہونے کی پیشگوئی کے اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ آئندہ اللہ تعالےٰ آپ کے کسی مثیل کو مبعوث فرمائے گا۔ پس جس طرح داؤد سے مثیل داؤد مراد لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مسیح سے مثیل مسیح مراد لینے میں کوئی امر حارج نہیں۔ بلکہ کئی امور اس کے مؤید ہیں۔

جواب پنجم

انجیل کے مطالعہ سے ہمیں ایک اور امر بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہود عام طور پر ایک شخص کا نام لیتے۔ مگر اس سے مراد اس کا مثیل ہوتا۔ جیسا کہ لکھا ہے

"جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا۔ تو اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی" (متی ۱۶/۱۳-۱۴)

کیسی صاف بات ہے۔ انہیں اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ سینکڑوں سال گزرے۔ کہ ایلیاہ زمین سے اٹھ گیا۔ اور یرمیاہ فوت ہو چکا۔ اور دیگر انبیاء کرام دنیا چھوڑ گئے۔ پھر ان کا حضرت مسیح کو ایلیاہ یرمیاہ وغیرہ قرار دینا کیا اس بات کی کم دلیل ہے۔ کہ ان میں ایک شخص کا نام لے کر اس سے اس کا مثیل مراد لینے کا محاورہ بکثرت استعمال ہوتا تھا۔ ہاں شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ توراۃ کے مطابق ایلیاہ آسمان پر ہے۔ اس وجہ سے ممکن ہے۔ لوگوں نے آپ کو ایلیاہ (جو آسمان سے اترا) خیال کر لیا ہو۔ مگر یہ شبہ درست نہیں۔ وجہ یہ کہ لوگ جانتے تھے۔ کہ آپ آسمان سے نہیں اترے۔ بلکہ آپ مریم کے بیٹے ہیں۔ اور اس کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہاں ان لوگوں کا آپ کو ایلیاہ یا یرمیاہ یا کوئی اور نبی قرار دینا محض مثیل کے معنے میں ہی تھا۔ پس اسی محاورہ کے مطابق مسیح نے اپنے مثیل کی آمد کو اپنی آمد قرار دیدیا فوضح المرام

جواب ششم

ان دلائل کے علاوہ بعض ایسے حوالجات بھی ہمیں ملتے ہیں جن سے ہمیں اکمل یقین و وثوق حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح خود تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ ان کا کوئی مثیل آئے گا۔ پڑھئے آپ فرماتے ہیں۔ "میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے" (یوحنا ۱۶/۱۰) "میں آگے کو دنیا میں نہ ہوں گا۔ مگر یہ دنیا میں ہیں۔ اور میں تیرے پاس آتا ہوں۔ اے قدوس باپ" (یوحنا ۱۷/۱۱) اور ہم یہی کہینگے "مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے" (متی ۲۳/۳۹)

جواب ہفتم

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آویں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ میں مسیح ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے" (متی ۲۴/۴-۵ و لوقا ۲۱/۸) اس میں صاحب فہم کے لئے اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے خود نہ آنا تھا۔ بلکہ آپ کے ہمرنگ ہو کر کسی دوسرے نے آنا تھا۔ تبھی تو آپ نے شاگردوں کو بار بار تنبیہ کی۔ اگر فی الحقیقت آپ نے خود آنا ہوتا۔ تو آپ کو بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ شاگرد آپ کو خوب جانتے تھے۔

جواب ہشتم

حضرت مسیح کے شاگرد بھی یہی سمجھے تھے۔ کہ آئندہ زمانہ میں آپ کا کوئی شبیہ آئیگا۔ نہ کہ آپ خود۔ اسی لئے وہ پوچھتے ہیں "تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا کیا نشان ہو گا" (متی ۲۴/۳) حالانکہ اگر مسیح علیہ السلام نے خود آنا ہوتا۔ تو نشانات کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آپ کی ذات سے بڑھ کر دوسرا اور کونسا نشان ہو سکتا ہے۔ جو بکلی تسکین بخش ہو۔ اس وقت تو آپ کا صرف یہ کہہ دینا کافی تھا۔ کہ تم مجھے ماننا۔ نہ کہ کسی دوسرے کو۔ نہ وقت مقرر کرنے کی ضرورت تھی۔ نہ نشانات کے جتانے کی

ایک دانشمند ان آٹھ دلائل سے کامل تسلی حاصل کر سکتا ہے۔ کہ مسیح ناصری علیہ السلام

تمدن اسلام

اسلام کا بے نظیر تمدن

تمدن کی پہلی کڑی

تمدن کی پہلی کڑی چونکہ گھر ہے۔ اس لئے اگر اسلام کے ان احکام کا مطالعہ کیا جائے جو گھر میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق اس مقدس مذہب نے نافذ فرمائے ہیں۔ تو اسی بات میں اسلام کا خوبصورت چہرہ نظر آجاتا ہے۔ اور انسان کا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے۔ کہ یہی مذہب تمام ادیان میں سے افضل اور بالاتر ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اسلام کے وہ تمام اصول جو اس نے تمدن کے متعلق بیان فرمائے ہیں۔ اپنی جگہ بے نظیر ہیں۔ اور دوسرے مذاہب ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اس جگہ میں صرف ایک حصہ کے متعلق کچھ عرض کروں گا جس سے اہل بصیرت اس کی خوبیوں کا کامل طور پر اندازہ کرلیں گے۔ جسطرح ایک بچہ کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ بڑا ہو کر کیسا خوبصورت حسین اور طاقتور ہوگا۔ اسی طرح گو ایک ہی حصۂ تمدن کا مختصر طور پر ذکر کیا جائیگا۔ لیکن ایک عقلمند اس سے اندازہ کر سکیگا۔ کہ باقی اصول کیسے عمدہ ہوں گے۔ نیز جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے۔ گھر تمدن کی پہلی کڑی اور بطور بنیاد کے ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اگر بنیاد ہی عمدہ طور پر نہ رکھی جائے۔ تو عمارت یقیناً کھڑی نہ رہ سکیگی جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اسی لئے اسلام نے بنیاد ایسے عمدہ طریق پر رکھی ہے۔ کہ اس سے عمارت کی مضبوطی اور خوبصورتی کا بہت حد تک اندازہ ہو جاتا ہے۔

گھر کے اہم افراد

ایک گھر کے اہم افراد میاں اور بیوی ہوتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ گھر انہی دو سے بنتا ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ہر ایک یہی سمجھے۔ کہ میں ہی گھر کا مالک ہوں۔ اور خانگی معاملات میں میرا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے۔ تو گھر میں فساد پیدا ہو جاتا۔ اور امن عنقا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی صحیح ہے۔ کہ اگر ایک کو دوسرے کا غلام بنا دیا جائے۔ تو بھی تمدن میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ سو اسلام نے جہاں مردوں کے لئے فرمایا۔ کہ للرجال علیھن درجۃ اور الرجال قوامون علی النساء وہاں ساتھ ہی عاشروھن بالمعروف کا ارشاد فرمایا۔ تا مرد اس فضیلت کا یہ فائدہ نہ اٹھائے کہ بدسلوکی کرنی شروع کر دے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی یہاں تک تاکید کی۔ کہ فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہے۔ نیز حضور سرور دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی خاص طور پر تاکید کی۔ فرمایا۔

"اے لوگو! تم نے خدا کے نام پر ان سے (یعنی عورتوں سے) عہد باندھا ہے۔ اور اسی کے حکم سے تم نے ان کے جسموں کو حلال بنایا ہے۔ پس عورتوں پر تمہارا یہی حق ہے۔ کہ وہ غیر کو تمہارے بستر پر نہ آنے دیں۔ اور تمہیں چاہیئے۔ اور تمہیں چاہیئے۔ کہ تم ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ جیسا خود کھاؤ۔ ویسا ہی ان کو کھلاؤ۔ اور جیسا خود پہنو۔ ویسا ہی ان کو پہناؤ"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں یہاں تک خیال رہتا تھا۔ کہ وفات سے چند لمحے قبل بھی جب آپ نے اپنی تعلیم کے بعض نہایت ضروری حصے اپنے اصحاب کے سامنے دہرائے تو اس وقت بھی عورتوں سے حسن سلوک کی خاص طور پر تاکید فرمائی۔ لیکن آپ نے یکطرفہ ذمہ داری ہی نہیں ڈالی۔ بلکہ جہاں مردوں کو ایسی زبردست وصیت فرمائی۔ وہاں عورتوں کو بھی کہا۔ کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ تو میں بیوی کو حکم دیتا۔ کہ خاوند کو سجدہ کرے

بیوی سے حسن سلوک کی تاکید

غرض جہاں اسلام نے مساوات پر تمدن کی بنیاد رکھی ہے وہاں متنازعہ فیہ امور میں ایک کو حکم بنا دیا۔ تا گھر کا امن برباد نہ ہو اور ظاہر ہے۔ کہ مرد اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے نیز اس لحاظ سے کہ وہ اپنے اہل وعیال کے لئے سامان معیشت جمع کرنے کے لئے مشقت کرتا ہے۔ اس بات کا حقدار ہے۔ کہ اسے ہی افضل قرار دیا جائے۔ لیکن باوجود اس کے اسلام نے اس بات کو سخت ناپسند کیا ہے۔ کہ مرد چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیوی سے باز پرس کرے بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سوائے اس کے کہ اس سے کوئی خلاف شریعت فعل صادر ہو۔ یہی حکم ہے۔ کہ عفو اور درگزر سے کام لیا جائے۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ جلال بھی ظاہر کرتا ہے۔ اور جمال بھی۔ ایسے ہی مرد کو چاہیئے۔ کہ اگر وہ بوقت ضرورت جلال کا اظہار کرے۔ تو جمالی صفت کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔ بلکہ عام سلوک جمالی رنگ کا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ رحمتی وسعت کل شیء اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عام سلوک نرمی کا ہی پسندیدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کا واقعہ ہے۔ کہ ایک شخص کو اپنی بیوی کی سخت کلامی کا شکوہ پیدا ہوا۔ وہ خلیفۂ وقت کے پاس اس کا اظہار کرنے گیا۔ ان کے گھر جا کر آواز دی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انکی بیوی بھی ان سے سختی سے بات چیت کر رہی تھیں۔ اس پر قریب تھا۔ کہ وہ شخص واپس چلا جاتا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ باہر تشریف لے آئے اس شخص نے عرض کیا۔ کہ حضور میں اپنی بیوی کی سخت کلامی کا شکوہ کرنے آیا تھا۔ لیکن دیکھتا ہوں۔ کہ آپ سے بھی وہی معاملہ درپیش ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو میری بیوی میرے لئے کھانا تیار کرتی ہے گویا باورچی کا کام کرتی ہے۔ کپڑے دھوتی ہے۔ گویا دھوبی کا کام سرانجام دیتی ہے۔ بچوں کو پالتی ہے۔ گویا نرس کا کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ میری خبرگیری اور گھر کا انتظام کرتی ہے۔ الغرض یہ سب کام کر کے اگر کبھی اسے غصہ آجائے۔ اور میں اس کا بھی موقعہ نہ دوں۔ تو کتنا نامناسب ہوگا۔

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو احکام قرآن کی مجسم تفسیر تھے۔ اور آپ کے خلفاء نے جو حضور کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ اپنے نمونہ سے بتا دیا۔ کہ اسلام عورتوں سے زبردست حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے

بچوں کے متعلق احکام

پھر میاں بیوی کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کی ذمہ داری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں جو نہایت ہی اہم اور امن کی بنیاد کو استوار رکھنے والی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اکرموا اولادکم یعنے اپنی اولاد میں اکرام کرو۔ تا ان میں سلف رسپکٹ پیدا ہو۔ اور وہ خود بخود رذیل کاموں سے مجتنب رہنے کی سعی کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف لاتیں۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

اولاد کے فرائض

والدین کے فرائض مقرر کرنے کے بعد اسلام نے اولاد کو بھی خدمت والدین کی تاکید کی چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جنت والدین کے پاؤں کے نیچے ہے۔ جو انکو بوڑھا پاتا۔ اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہیں کرتا۔ اس پر افسوس ہے۔ پھر قرآن کریم میں آتا ہے۔ والدین کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ اف کا کلمہ عربی زبان میں ناپسندیدگی کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اگر وہ کوئی ایسی بات بھی کریں جو تمہیں پسند نہ ہو۔ تو ان کے سامنے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرو۔ تا انہیں تکلیف نہ ہو۔ گویا نہ صرف والدین کی خدمت کا حکم دیا۔ بلکہ اس بات کی تاکید فرمائی۔ کہ ان کے احساسات کا حد درجہ خیال رکھا جائے

بھائی بہنوں سے محبت

پھر میاں بیوی کے ہاں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس بچہ کے پاس اس کے بھائی بہن آتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلام نے ایک نہایت ہی جامع حکم دیا۔ رسول کریم نے فرمایا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا۔ اور بڑوں کا مرتبہ نہیں پہچانتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس طرح بھائی بہنوں میں عمدہ سلوک کی بنیاد رکھدی

جنت کا نمونہ

الغرض اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو جس گھر میں خاوند اس قدر مہربان بیوی اس درجہ اطاعت شعار۔ والدین اولاد کی عزت کرنے والے اور بچے والدین کے نازک سے نازک احساسات کا خیال رکھنے والے اور بہن بھائی

نظارتوں کے اعلانات

قابلِ توجہ امرائے جماعت ہائے احمدیہ

مورخہ ۷ نومبر کو ایک سرکولیٹر امرائے جماعت احمدیہ کی خدمت میں بھجوایا گیا تھا۔ جن امراء نے میری چٹھی کا جواب عطا فرمایا ہے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امرائے جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ درخواست کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی ۱۵ دسمبر تک میری چٹھی کا جواب بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ تا مجھے بروقت انتظام کرنے میں دقت نہ ہو۔

(۱) مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور۔ (۲) مولوی محمد عبداللہ خان صاحب سکنہ کمیرہ باجوہ ضلع سیالکوٹ (۳) منشی غلام نبی صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ڈسکہ (۴) چوہدری عبداللہ خان صاحب داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ (۵) ملک محمد حسین صاحب بگہ ضلع سیالکوٹ (۶) شیخ جلال الدین صاحب دہرم کوٹ بگہ (۷) حاجی غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر (۸) قاضی محمد رشید صاحب راولپنڈی (۹) مرزا غلام حیدر صاحب رئیس نوشہرہ (۱۰) مولوی فضل الرحمن صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ (۱۱) بابو عطا محمد صاحب جہلم (۱۲) حافظ محمد عبدالسلام صاحب نئی دہلی (۱۳) ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرت سر (۱۴) بابو عبدالرحمن صاحب انبالہ (۱۵) ملک برکت علی صاحب گجرات (۱۶) میاں محمد یوسف صاحب مردان (۱۷) حکیم احمد دین صاحب شاہدرہ (۱۸) چوہدری غلام احمد خان صاحب ایڈوکیٹ پاکپٹن (۲۰) چوہدری کریم بخش صاحب صاحب کھوال ضلع گورداسپور (۲۱) قاضی محمد اسلم صاحب لاہور (۲۲) سید لال شاہ صاحب ابنالہ ضلع شیخوپورہ (۲۳) حاجی محمد صاحب بستی دریام کملانہ ضلع جھنگ (۲۴) محمد کرم الٰہی صاحب وکیل پٹیالہ (۲۵) میر محمد بخش صاحب وکیل گوجرانوالہ (پرائیویٹ سکرٹری)

ایک موٹر ڈرائیور کیلئے ملازمت کی ضرورت

دفتر امور عامہ میں ایک ایسے صاحب کی درخواست ملازمت آئی ہوئی ہے۔ جو کہ موٹر ڈرائیوری کا کام جانتے ہیں۔ احمدی نوجوان ہیں۔ اور ۲½ سال تک لگاتار افریقہ۔ بغداد میں انگریزی افواج کے ہمراہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور ۵ سال لگاتار بمبئی میں ٹیکسی لاری چلاتے رہے ہیں۔

اگر کوئی احمدی دوست ان کے لئے ملازمت کی کوشش فرما سکیں تو اچھا ہوگا۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

احباب کے لئے قابلِ رشک نمونہ

میاں احمدالدین صاحب نے شروع سال ۱۹۳۲ء سے لے کر آخیر سال تک مندرجہ ذیل وصایا بڑی کوشش اور جانفشانی سے کروائی ہیں۔

(۱) بہشتی بی بی صاحبہ ضلع گجرات (۲) سلامت بی بی صاحبہ لائلپور (۳) سعیدہ بی بی صاحبہ پنڈی چیری ضلع شیخوپورہ (۴) زینب بی بی صاحبہ پنڈی چیری ضلع شیخوپورہ (۵) کرم بی بی صاحبہ پاکپٹن (۶) امینہ بی بی صاحبہ پاکپٹن (۷) مستری فیروزالدین صاحب عارف والا۔ (۸) اہلیہ صاحبہ مستری فیروزالدین صاحب عارف والا۔ (۹) اہلیہ صاحبہ بابو محمد طفیل صاحب (۱۰) محمد امین صاحب اوکاڑہ۔

احباب کو صاحب موصوف کے اس نیک کام پر رشک کرتے ہوئے بڑھ کر جوش و اخلاص دکھانا چاہیئے۔ نیز انہوں نے اپنے سارے خاندان کی جس کے تقریباً ۱۶ افراد ہیں۔ وصیت کرادی ہے احباب دعا فرمائیں خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

جماعت احمدیہ ڈیرہ بابا نانک کیلئے ایک معلم کی ضرورت

جماعت احمدیہ ڈیرہ بابا نانک کے لئے ایک ایسے احمدی دوست کی ضرورت ہے۔ جو وہاں کے احمدی بچوں کو قرآن سادہ اور باترجمہ پڑھا سکے۔ اور احمدیت کے متعلق تعلیم دے سکے۔ جماعت مذکور چونکہ غریب ہے۔ اس لئے وہ ایسے دوست کو صرف روٹی اور کپڑا دے سکے گی۔ لہٰذا جو دوست اس نیک خدمت کو بجا لانا چاہیں۔ دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ اور اپنی درخواستوں کے ساتھ اپنے حالات کی تصدیق مقامی جماعت کے صدر یا سکرٹری سے کرا کر ارسال فرمادیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

تقرر امراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مولوی عبدالماجد صاحب کو یکم مئی ۱۹۳۲ء سے آخر اپریل ۱۹۳۵ء تک تین سال کے لئے جماعت احمدیہ بھاگلپور کا۔ اور مولوی غلام صمدانی صاحب ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء تک جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ (بنگال) کا امیر مقرر فرمایا ہے۔

ناظر اعلیٰ

مظلومین کشمیر کی امداد کیلئے جدوجہد

میاں احمدالدین صاحب زرگر قادیانی کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ساتھ امرت سر میں بھائی ظہور الحسن صاحب ولد ڈاکٹر غلام غوث صاحب نے چندہ کشمیر وصول کرانے میں بہت سعی اور کوشش کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس کے بعد لاہور میں میاں شمس الدین و عبدالقادر صاحبان سوداگران چرم نے ان کے ساتھ شریک ہو کر خاصی رقم وصول کرائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صد روپیہ تک ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کرام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس امر کے ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ اب تک چندہ کشمیر فنڈ ڈیڑھ ہزار روپیہ تک ماہوار نہیں وصول ہو رہا اس وجہ سے معمولی اخراجات میں سخت دقت واقع ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ آنریری کارکنان کے سفر خرچ کی رقم تین ہزار کے قریب قابل ادا نہیں۔ چاہیئے کہ ماہ دسمبر میں نہ صرف دو ہزار کی معمولی رقم پوری کی جاوے۔ بلکہ یہ معمولی اخراجات کا قرض بھی اس ماہ میں ادا ہونا چاہیئے۔ تاکہ کام کو ضعف نہ پہنچے۔

اس کے لئے ضرورت ہے کہ احباب کرام خود باقاعدہ اور باشرح چندہ ادا کرتے ہوئے عام مسلمانوں سے وصول کریں اور جو لوگ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مقرر ہیں ان کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ امید ہے کہ میاں احمدالدین صاحب کے ساتھ ہر جگہ تعاون کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

فنانشل سکرٹری

افریقہ سے مظلومین کشمیر کی مالی امداد

افریقہ سے اخویم ڈاکٹر احمدالدین صاحب نے ۲۷ شلنگ ۵۰ سینٹ چندہ کشمیر فنڈ بھیجا ہے جس کی تفصیل یہ ہے

ڈاکٹر احمدالدین صاحب ۱۵ شلنگ

مسٹر غلام حسین صاحب ۵ شلنگ

مسٹر عنایت اللہ صاحب ۵ "

حاجی آدم خمیسہ صاحب ۱۰ "

جناب ابراہیم سکندر صاحب ۵ "

حاجی بوڈا صاحب ۵ "

کریم جی علی بوہائی صاحب ۳ "

جمعہ نتھو صاحب ۲ "

کراجیٹھو صاحب ہندو ۵/۵۰ سینٹ "

گوجیٹھو صاحب ہندو ۵ شلنگ۔ سلیم اختر بنت ڈاکٹر احمدالدین صاحب ۲ شلنگ۔ اسحٰق اسمٰعیل صاحب ۵ شلنگ رشیدی گیان صاحب ۵ شلنگ " میزان ۲۷/۵۰ شلنگ

(پرسنل اسسٹنٹ ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مراسلات

جامعہ احمدیہ کے تبلیغی وفد کی رپورٹ

دہلی میں قیام

جامعہ احمدیہ کے وفد نے علی گڑھ سے واپسی پر دہلی میں قیام کیا۔ ۲، ۳، ۴ دسمبر جماعت احمدیہ دہلی کے سالانہ جلسہ میں طلباء نے مختلف مضامین پر تقاریر کیں۔ چار دسمبر کی رات کو وفد کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مختلف پارٹیاں بنائی گئیں۔ ایک پارٹی کا مقصد یہ قرار دیا گیا۔ کہ وہ شہر کے سرکردہ سکھ رہنماؤں سے ملاقات کرے۔ اور ان کے سیاسی و مذہبی خیالات معلوم کر کے انہیں اپنے خیالات سے آگاہ کرے۔ اسی طرح ایک پارٹی ہندو قوم کے سیاسی و مذہبی لیڈرز سے ملے۔ ایک پارٹی عیسائی۔ پارسی۔ بنگالی۔ اور سماٹری معززین سے ملنے کے لئے بھیجی گئی۔ ایک اور پارٹی کے سپرد مذہبی و سیاسی انجمنوں سے ضروری معلومات حاصل کرنے کا کام کیا گیا۔ ایک پارٹی کا یہ فرض قرار دیا گیا۔ کہ وہ علوم مشرقیہ کی درسگاہوں کا مطالعہ کرے۔ ایک پارٹی کو کہا گیا۔ کہ وہ دہلی کی ہاکی فٹ بال والی بال کلبوں کے نام دریافت کرے۔ اور ان سے دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ ایک پارٹی مظلومین الور کے حالات صحیحہ دریافت کرنے اور اخبارات کے ایڈیٹروں سے ملنے کے لئے مقرر کی گئی۔

پانچ دسمبر رات کے دس بجے تک ہر ایک پارٹی نے اپنے مفوضہ کام کو نہایت خوبی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور ۶ دسمبر بمبئی ایکسپریس سے وفد عازم میرٹھ ہو گیا۔

میرٹھ میں ورود

میرٹھ سٹیشن پر مقامی جماعت کے احباب میں سے ڈپٹی محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس جناب حامد حسین خان صاحب جیجنٹ ہیڈ کلرک صوفی فضل الٰہی صاحب آڈیٹر۔ سی ایم۔ اے۔ صوفی محمد عبد اللہ صاحب فیروزپوری۔ عبد الواحد خان صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ بابو بشیر احمد صاحب سٹور کیپر لیکر تک۔ بادر بوس تشریف لائے ہوئے تھے۔ وفد ان سب احباب کی معیت میں فرودگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ سب سے پہلے چار چار ممبروں کی دو پارٹیاں بنائی گئیں۔ جن کو شہر کی عربی درسگاہوں۔ مذہبی انجمنوں اور اخبارات کے دفاتر میں بھیجا گیا۔ پارٹی شیعہ عربی کالج اور سنی عربی مدرسہ میں بھی گئی۔ اور اخبار صداقت و آئینہ کے ایڈیٹروں سے بھی ملاقات کی گئی۔ ایک بجے سناتن دھرم ہائی سکول غازی آباد کی والی بال ٹیم سے میچ ہوا۔ جس میں جامعہ نے فتح پائی۔ ٹیم مذکور ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ میں مبلغ -/۲۵ روپیہ انعام بھی حاصل کر چکی تھی۔ پھر تین بجے یونین کلب میرٹھ کے ساتھ فٹ بال کا میچ ہوا۔ یہ ٹیم بڑی زبردست تھی۔ چنانچہ پہلے ہاف میں اس نے جامعہ کو ایک گول دیا۔ مگر دوسرے ہاف میں جامعہ نے اسے تین گول دیئے۔ کھیل بہت اچھا تھا۔ ناظرین یہ معلوم کر کے کہ عربی کالج کے سٹوڈنٹ ایسا عمدہ کھیل کھیلتے ہیں۔ محو حیرت تھے۔ پھر جب ان کو بتلایا گیا۔ کہ یہی لوگ رات کو اسلام اور احمدیت کے متعلق لیکچر دیں گے۔ تو وہ اور بھی حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ مسلمانوں کے مولوی تو حجروں میں بند رہنے کو اسلام سمجھتے ہیں۔ مگر قادیان نے ایسے علماء پیدا کئے ہیں۔ جو دنیوی امور میں بھی دسترس رکھتے ہیں۔

کھیلوں کے بعد رات کو زیر صدارت مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل نے "اسلام عالمگیر مذہب ہے" پر ایک دلچسپ تقریر کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے تمدن اسلام کے موضوع پر نہایت عمدہ تقریر کی۔ بعد ازاں مولوی [illegible] صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تقریر شروع کی۔ مگر مولوی لوگوں نے تھوڑی دیر کے بعد شور برپا کر دیا۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ان کو سوالات کی اجازت دی۔ مگر مولویوں کو نہ خود بیٹھنا تھا۔ اور نہ لوگوں کو سننے دینا تھا۔ اس لئے وہ صدر کو برا بھلا کہتے ہوئے۔ اٹھ کر چلے گئے۔ تعلیم یافتہ طبقہ نے مولویوں کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا۔ اور وہ ہمارے جلسہ میں بیٹھے رہے۔ شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے بھی ایک مختصر سی تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کی۔ جسے حاضرین نہایت توجہ سے سنتے رہے۔ یہ جلسہ رات کے بارہ بجے ختم ہوا۔ جماعت احمدیہ میرٹھ کے احباب نے نہایت محبت واخلاص سے وفد کے ہر قسم کے آرام اور کھانے وغیرہ کا انتظام کیا۔ جس کے لئے وفد ان کا نہایت شکر گزار ہے۔ بعد ازاں میرٹھ سے روانہ ہو کر دیوبند اور سہارنپور میں ٹھہرتے ہوئے وفد قادیان پہنچ گیا۔

خاکسار ارجمند خان عفی اللہ عنہ امیر الوفد

کتاب پیراہن یوسفی کی ضرورت

خاکسار نے مطالعہ کتاب مثنوی مولانا جلال الدین صاحب رومی کیا ہے۔ مثنوی میں مولانا موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکثر دعاوی کی تصدیق میں پیشگوئیاں کی ہیں۔ جو کہ مجھے چند ایک احمدیوں مترجمین سابق سے تطابق کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے ایک کتاب (پیراہن یوسفی) جو مثنوی کا اردو منظوم ترجمہ ہے۔ اور لاہور [illegible]

[illegible]

شب برات

جب کوئی قوم بلندی سے پستی کی طرف گرتی ہے۔ تو سب سے پہلے وہ حدود الٰہی سے تجاوز کرتی۔ اور آہستہ آہستہ ان تمام حد بندیوں کو توڑ دیتی ہے۔ جن سے اسے منع کیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ وہ اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ کو بھی ترک کر بیٹھتی۔ اور طرح طرح کی خرافات اور بدعات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل کے مسلمان بجائے اس کے کہ اس مبارک رات میں جسے شب برات کہا جاتا ہے۔ عبادت کریں۔ رات کو آتش بازی چلاتے ہیں۔ حلوا پکاتے ہیں۔ فاتحہ دلاتے ہیں۔ غرض جو کرنا چاہیئے۔ وہ نہیں کرتے۔ اور جو نہیں کرنا چاہیئے اسے ثواب سمجھ کر بجا لاتے ہیں۔

شب قدر یعنی پندرھویں شعبان ایک مبارک رات ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتیٰ یطلع الفجر یعنے جب پندرھویں شعبان ہو۔ تو رات کو عبادت کرو۔ دن کو روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس میں سماء دنیا کی طرف متوجہ برحمت ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا۔ جو میں اسے بخشش دوں ہے کوئی رزق مانگنے والا جو میں اسے رزق دوں۔ ہے کوئی مصیبت میں گرفتار کہ میں اسے رہائی دوں۔ غروب شمس سے فجر تک یہ مبارک وقت رہتا ہے (ابن ماجہ)

مسلمانوں کا باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ اس مبارک رات میں عبادت کرنا رسول خدا کے حکم کی پرواہ نہ کرنا۔ بتلاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے نفس کی پیروی میں قول نبی صلعم کو بالکل بھلا دیا ہے۔

مسلمان پہلے ہی مالی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ مگر اس رات ان کا لاکھوں روپیہ نذر آتش ہو جاتا ہے۔ پس روحانی لحاظ کے علاوہ تمدنی لحاظ سے بھی مسلمان اس تباہ کن رسم کو جتنا جلد ترک کر دیں ان کے حق میں بہتر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے پایاں احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضور نے ہمیں ان بدعات اور خرافات سے آ کر بچا لیا۔ پس مبارک ہے۔ وہ جو امام وقت کو پہچانتا۔ اور اپنے آپ اور اپنی اولاد کو حقیقی اسلام کی نعمت سے متمتع کرتا ہے (خاکسار عبد الحکیم احمدی از دہلی)

قادیان میں سکنی زمین خریدنے کا موقعہ

جلسہ کی رعایت سے فائدہ اٹھائیے

اس وقت محلہ دارالبرکات بمقابل ریلوے سٹیشن اور محلہ دارالرحمت قادیان میں اور نیز پرانی آبادی کے اندر عمدہ قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ حسب دستور جلسہ کے ایام میں قیمتوں میں رعایت دیجائیگی۔ خواہشمند احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنی پسند کے قطعات خرید سکتے ہیں۔ قادیان کی آبادی اب خدا کے فضل سے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے لہٰذا لازماً کچھ عرصہ کے بعد موجودہ قیمتیں نہیں رہینگی اس لئے مستطیع احباب کو موجودہ موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے بعض شرائط کے ماتحت غیر مستطیع احباب قسطوں میں بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ فقط والسلام۔ خاکسار:- مرزا بشیر احمد

اپنے بچوں کو بچائیے!

کس سے؟ - اس صدمہ سے جو طالبعلموں کو انگریزی میں کمزور ہونیکی وجہ سے سالانہ امتحان میں ناکام رہ کر اٹھانا پڑتا ہے۔ اور کیسے؟ - دیکھئے جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب اوورسیر سہارنپوری کیا فرماتے ہیں میرے ایک عزیز دوست جو کئی سال سے انٹرنس کے امتحان میں صرف انگریزی میں فیل ہو رہے تھے محض جدید انگلش ٹیچر کی بدولت جس میں بقول شخصے دریا کو کوزے میں بھر کر دکھلایا گیا ہے پاس ہو گئے" محمد یونس صاحب جماعت ہشتم اسلامیہ ہائی سکول پشاور۔ میں جماعت میں انگریزی میں بہت ہی کمزور تھا جب سے آپ کی کتاب منگوا کر پڑھی ہے گرامر میں جتنی کمزوری تھی بالکل جاتی رہی۔ واقعی آپ کی کتاب کو ہیرے سے تول کر لیں تب بھی اس کی قیمت واجبی نہ ہوگی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اگر یہ کتاب آپ کے برخوردار یا برخورداری کو انگریزی گرامر اور ترجمہ وغیرہ میں بہت جلد لائق نہ بنا دے۔ تو کل قیمت واپس

"یہ کتاب بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان" سے بھی مل سکتی ہے۔ وہاں سے خریدنے میں محصول کی بچت رہیگی۔

قمر برادرز (جدید الغت) شملہ

قادیان میں تعمیر مکانات کی آسانی

جو احباب بذات خود قادیان میں رہ کر مکانات نہیں بنوا سکتے یا جن کو فن تعمیر کے متعلق مفید اور کار آمد صحیح مشورہ نہ مل سکا ہو اور ان کو بوجہ ناواقفیت تعمیر مکان گراں پڑتی ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کیلئے میں نے قادیان میں سکونت اختیار کر کے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر احباب کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔ مجھے علاوہ فن تعمیر میں کافی علمی اور عملی تجربہ رکھنے کے لکڑی و لوہا و دیگر عمارتی سامان کی خرید و فروخت کا کافی تجربہ حاصل ہے۔ اور میرے پاس معماروں اور ترکھانوں اور مزدوروں کا کافی مستقل انتظام ہے اس لئے جن دوستوں کو میری خدمات کی ضرورت ہو۔ وہ بذریعہ خط و کتابت تصفیہ کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

شرح کمیشن ۵ روپے اور ۱۰ روپے فی صدی مقرر ہے۔

نقل سرٹیفکیٹ

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرا اور صوفی عبدالقدیر صاحب کا مکان واقعہ دارالانوار قادیان بابو محمد عبداللہ صاحب کی زیر نگرانی تیار ہوا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے بابو صاحب موصوف ہی قادیان میں اس وقت باقاعدہ تعلیمیافتہ اور تجربہ کار اوورسیر ہیں بابو صاحب ایک نوجوان احمدی ہیں اور مخلص خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں لائق قابل اعتماد، محنتی اور دیانتدار پایا ہے میں امید کرتا ہوں کہ جو دوست قادیان میں مکان بنانا چاہیں وہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ عبدالرحیم درد

محمد عبداللہ سند یافتہ اوورسیر محلہ دارالرحمت قادیان

اشتہار

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۱۵ دسمبر ۱۹۳۲ء سے این۔ ڈبلیو ریلوے کی ٹرینوں کے اوقات میں حسب ذیل تبدیلیاں عمل میں آئینگی

(۱) جو مسافر بانڈیرہ اور سیالدہ سے ای۔ آئی ریلوے ۱۵۔ اپ اور ۱۳۔ اپ سے دہلی پہنچیں گے اور دہلی سے کرنال ہو کر انبالہ جانا چاہیں گے۔ انہیں دہلی میں ۸۳۔ اپ اور ۵۵۔ اپ این ڈبلیو ریلوے ٹرینوں میں سوار ہونا پڑیگا۔

اسی طرح این۔ ڈبلیو ریلوے کی ۸۴ ڈاؤن اور ۸۶ ڈاؤن سے شملہ اور انبالہ سے کرنال ہو کر دہلی پہنچنے اور اس کے بعد ای آئی ریلوے سے سفر کرنیوالے مسافروں کو دہلی میں ۱۶ ڈاؤن اور ۱۴ ڈاؤن ای۔ آئی ریلوے ٹرینوں میں سوار ہونا پڑیگا۔

۲۔ لاہور اور لالہ موسیٰ کے درمیان ۶۷۔ اپ

لاہور جانیکا وقت ۱۶۔۱۵ — وقت آمد ۱۴۔۳ } وزیر آباد — آمد کا وقت ۱۹۔۵۰ — جانیکا وقت ۲۰۔۲۰ } لالہ موسیٰ — آمد کا وقت ۲۱۔۲۵ — جانیکا وقت ۲۲۔۲۷

۳۔ سرگودہا اور شور کوٹ کے درمیان

فی الحال سرگودہا اور ملکوال کے درمیان جو نمبر ۱۹۵ اپ ٹرین چلتی ہے۔ اس میں شور کوٹ روڈ سے اوقات ذیل کے مطابق توسیع کر دی جائیگی۔ اسی طرح نمبر ۱۴۷۔ اپ کے سلسلہ میں جو شور کوٹ روڈ سے جھنگ مگھیانہ تک چلتی ہے۔ ذیل کے مطابق ترمیم کر دی جائیگی:۔

		۱۹۵ اپ	۱۴۷۔ اپ
شور کوٹ روڈ	جانے کا وقت	۱ — ۴۵	۷ — ۴۵
جھنگ مگھیانہ	آمد	۳ — ۱۴	۹ — ۲۵
	جانے کا وقت	۳ — ۲۴	۲ — ۱۰
سرگودہا	آمد	۶ — ۵	۱۵ — ۵
	جانے وقت	۶ — ۱۵	

شور کوٹ روڈ اور سرگودہا کے درمیان جو نمبر ۷۷۔ اپ چلتی ہے۔ وہ بند کر دی جائیگی۔

۴۔ بنوں اور ماڑی انڈس کے درمیان

ماڑی انڈس اور بنوں کے درمیان نمبر ۲۶۳۔ اپ اور ۲۶۴ ڈاؤن ایڈیشنل پسنجر گاڑیاں جاری کیجائینگی نمبر ۲۴۵ اپ اور ۲۴۶ ڈاؤن کے اوقات میں ذیل کے مطابق نظر ثانی کی جائے گی۔

نمبر ۲۴۵۔ اپ	نمبر ۲۶۳۔ اپ		نمبر ۲۶۴ ڈاؤن	نمبر ۲۴۶ ڈاؤن
۱۹ — ۵۵	۱۵ — ۱۰	آمد بنوں	۸ — ۰	۱۱ — ۲۵
۱۶ — ۲۸	۱۲ — ۰۰	روانگی لکی مروات	۱۰ — ۳۱	۱۳ — ۳۶
۱۶ — ۱۰	۱۱ — ۰۰	آمد	۱۱ — ۰۶	۱۴ — ۲۶
۱۲ — ۵۵	۷ — ۱۵	روانگی ماڑی انڈس	۱۵ — ۱۷	۱۷ — ۵۰

۵۔ کندیاں اور ماڑی انڈس

کندیاں اور ماڑی انڈس کے درمیان تمام نمبر ۲۲۳۔ اپ اور ۲۲۴ ڈاؤن گاڑیاں بند کر دیجائینگی

۶۔ اپ ماڑی انڈس اور داؤد خیل کے درمیان

نمبر ۲۲۲۔ ڈاؤن / ۲۱۹۔ اپ			نمبر ۲۲۰ ڈاؤن / ۲۲۱ اپ
۶ — ۱۰	آمد ماڑی انڈس	روانگی	۱۹ — ۵۰
۵ — ۵۵	روانگی داؤد خیل	آمد	۲۰ — ۱۵
۴ — ۵۵	آمد	آمد	۲۱ — ۳۵

۷۔ ملکوال اور بھیرا کے درمیان

نمبر ۲۵۷۔ اپ		نمبر ۲۷۱ اپ		نمبر ۲۵۸ ڈاؤن
۱۸ — ۳۵		۱۴ — ۱۵	آمد ملکوال روانگی	۱۵ — ۳۰
۱۷ — ۲۰		۱۳ — ۰۰	روانگی بھیرا آمد	۱۶ — ۴۵

۸۔ راجپورہ اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان

نمبر ۱۴۳۔ اپ			نمبر ۱۴۴۔ ڈاؤن
۱۹ — ۵۳	روانگی راجپورہ	آمد	۲۰ — ۱۰
۱۹ — ۱۸	آمد	روانگی	۲۰ — ۳۱
۱۸ — ۳۵	روانگی انبالہ چھاؤنی	آمد	۲۱ — ۱۵

۹۔ جلیند۔ رہتک اور دہلی کے درمیان

		نمبر ۱۵۲ ڈاؤن
جلیند	آمد	۳ — ۴۵
	روانگی	۵ — ۵۵
رہتک	آمد	۷ — ۲۶
	روانگی	۷ — ۴۰
دہلی	آمد	۹ — ۴۰

۱۰۔ محمود کوٹ اور غازی گھاٹ کے درمیان

		نمبر ۴۶۶ ڈاؤن
محمود کوٹ	روانگی	۱۱ — ۱۵
غازی گھاٹ	آمد	۱۱ — ۵۵

۱۱۔ نارووال اور امرتسر کے درمیان

		نمبر ۳۰۱۔ اپ
نارووال	روانگی	۵ — ۰
جسٹر	آمد	۵ — ۱۴
	روانگی	۵ — ۲۲
ویرکا	آمد	۷ — ۴۷
	روانگی	۷ — ۵۷
امرتسر	آمد	۸ — ۱۰

۱۲۔ امرتسر اور پٹھانکوٹ کے درمیان

		نمبر ۳۲۲
امرتسر	روانگی	۷ — ۴۲
ویرکا	آمد	۷ — ۵۲
	روانگی	۷ — ۵۸
گورداسپور	آمد	۹ — ۵۴
	روانگی	۱۰ — ۲
پٹھانکوٹ	آمد	۱۱ — ۱۰

۱۳۔ قادیان مغلاں اور امرتسر کے درمیان

		۳۲۵۔ اپ
قادیان مغلاں	روانگی	
بٹالہ	آمد	۷ — ۳۷
	روانگی	۷ — ۴۵
امرتسر	آمد	۹ — ۲۰

اگر درمیانی اسٹیشنوں کے اوقات کے متعلق دریافت کرنا ہو تو متعلقہ اسٹیشن ماسٹروں سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور
۷ دسمبر ۱۹۳۲ء

دستخط
چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نواب صاحب رامپور کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے۔ کہ ان ملازمین کو جنہیں اقتصادی دشواریوں کی وجہ سے ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ہے زراعت کے لئے شہر سے نزدیک وسیع رقبہ جات دیدئے جائینگے۔ اور اس رقبہ پر لگان بھی برائے نام ہوگا۔ مزید سہولتیں بھی دی جائیں گی زمینیں بہت عمدہ ہیں۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں اردو و انگریزی میں آل انڈیا انٹر یونیورسٹی مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں اسلامیہ کالج لاہور کامیاب رہا اور ٹرافی بھی اسی کے حصہ میں آئی۔

آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا جو اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہو رہا ہے اس کی صدارت سر ذوالفقار علی خاں صاحب نے منظور کی ہے

کوئٹہ کے ایک ہندو افسر کے متعلق گذشتہ دنوں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اس نے اپنے ماتحت ملازمین کو نماز پڑھنے سے روک دیا ہے۔ گورنمنٹ نے اس کی تردید کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ یہ افواہ بالکل غلط ہے۔

ہندو اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت ترکیہ کے ایک فیصلہ کے رو سے اللہ اکبر کو ترکی لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔

بڈھلاڈا کے مسلمانوں کے قاتلوں کے متعلق جو یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس میں کوئی صداقت نہیں واقع صرف یہ ہؤا۔ کہ راہگیروں کے قافلے کو اس شبہ میں پکڑ لیا گیا تھا۔ کہ یہی قاتل ہیں لیکن جب تھانہ میں تحقیق ہوئی۔ تو وہ سب بے قصور ثابت ہوئے۔

ریاست الور کے تنازع کے متعلق افواہ ہے کہ تصفیہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے یعنی ریاستی حکام نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ مقدمات واپس لے لئے جائیں۔ جو فرقہ وار بدامنی کے باعث دائر کئے گئے تھے۔ سرکاری اعلان کی بہت جلد توقع ہے

حکومت ہند نے اس مطلب کی ایک تجویز وزیر ہند کو پیش کی ہے۔ کہ مختلف جیلوں میں سیاسی قیدیوں کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ جس قسم کا کام چاہیں کر سکیں۔ اور سپرنٹنڈنٹ جیل ان کو ایسا کرنے کی اجازت دیدے۔ بشرطیکہ ان کے حسب منشاء ان کو کام ملنے کی گنجائش ہو۔ اس کے لئے جیل کے قواعد میں تبدیلی کی ضرورت ہوگی۔ جو حکومت ہند وزیر ہند کی منظوری سے آسانی کے ساتھ کر لیگی۔

شاہزادہ اعظم جاہ بہادر اور شاہزادہ معظم جاہ بہادر بمعیت بیگمات انگلستان سے واپس آ گئے ہیں۔ سٹیشن پر آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اور حضور نظام نے شاہزادگان کو گلے لگایا۔

مسلم ارکان اسمبلی نے لکھنؤ اور الہ آباد کانفرنس کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم اس کانفرنس میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتے۔

صوبجات متوسط و برار کے محکمہ پولیس کی رپورٹ بابت ۱۹۳۱ء شائع ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال رواں میں ۴۲۳ سرکاری افسروں پر حملے کئے گئے۔

جگت گرو کرشٹرہ مورتی نے اپنی ایک ملاقات کے دوران میں جب ان سے اچھوت ادہار کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو کہا کہ یہ لڑائی بالکل فضول ہے۔ اور میں اس معاملہ میں اپنا دماغ خراب نہیں کرنا چاہتا میری رائے میں تو ان مندروں کو ہی گرا دینا چاہیئے۔ کسی روحانی راہنمائی کی ضرورت نہیں۔ پرمیشور سب کے دلوں میں بستا ہے

مہنت نرائن داس کو جو ننکانہ کے فساد کے سلسلہ میں ۷ سال کے لئے قید کئے گئے تھے۔ رہا کر دیا گیا ہے۔ اکالیوں میں اس سے بہت تشویش پھیل گئی ہے اور پربندھک کمیٹی نے گورنر کو تار بھیجا ہے۔ کہ مہنت مذکور کو ننکانہ صاحب میں داخلہ کی ممانعت ہونی چاہیئے۔ ورنہ فساد ہو جائیگا۔

گول میز کانفرنس ۳۰ دسمبر کو ختم ہو جائیگی۔ اس دوران میں حکومت کی طرف سے کوئی بیان شائع نہیں ہوگا۔ بلکہ جنوری کے تیسرے ہفتہ میں قرطاس ابیض شائع ہوگا۔ اس کے معاً بعد پارلیمنٹ میں بحث کا آغاز ہو جائیگا۔ اس کے بعد ایک متحدہ کمیٹی بنے گی۔ ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس میں ہندوستانی مندوبین کی شرکت لازمی ہوگی۔ یا نہیں امید کی جاتی ہے کہ یہ کمیٹی فروری میں اپنا کام شروع کرے گی۔ اور اپریل تک اس کا کام جاری رہیگا۔ تاکہ جون میں مسودہ قانون پیش ہو سکے۔ غرض امید کی جاتی ہے کہ موسم خزاں میں تمام آئینی مراحل طے ہو جائیں گے۔

مسٹر بھگوتی پرشاد سکرٹری بھارت سیوا سمتی مراد آباد نے اپنے ایک مکتوب میں جو پنڈت مالویہ کے نام لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ اس وقت گاندھی جی کے برت اور اچھوت ادہار کی تحریک نے ہمارے دھرم کو نیم بسمل کر دیا ہے۔ ہم نے اپنے عمل سے اپنی کتابوں کو جھٹلا دیا ہے۔ اور بزرگوں کی بے عزتی کی ہے۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ ہندو قوم لاکھوں برس تک ایک نہایت لغو اور لچر ظالمانہ طریق عمل کو مذہب اور دین مانتی رہی ہے۔ ہندو ہونے کے نقطۂ نگاہ سے آج ہمارے لئے بھارت ورش میں ایک چپہ بھر زمین بھی پوتر اور صاف نہیں رہی۔

گورنر صوبہ سرحد نے ایک تقریر کے دوران میں کہا ہے کہ صوبہ سرحد میں یونیورسٹی کے قیام میں اپنی طرف سے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرونگا۔

گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ جو آدمی جرمانہ کی ادائیگی کے بعد کوئی ایسی اطلاع پہنچائے جس کی وجہ سے چٹاگانگ کا کوئی مفرور ملزم گرفتار ہو جائے تو اس صورت میں اس کا جرمانہ واپس کر دیا جائیگا۔

سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ گول میز کانفرنس میں وزیر ہند اور سر سپرو کے مابین نوک جھونک ہو گئی۔ جس کے باعث سر سیموئل ہور وزیر ہند واک آؤٹ کر گئے۔ اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں۔

مسٹر محمد بشیر بی۔ ایس سی پنجاب یونیورسٹی کے اسسٹنٹ رجسٹرار مقرر ہوئے ہیں۔

جاپان کی طرف سے آج کل مزید فوجی دستے اور طیارے منچوریا میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اور وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

زمورن کو شنکر اچاریہ کا تار موصول ہوا ہے۔ کہ موجودہ روش پر ڈٹے رہیں۔ اور ہندوؤں کی مذہبی رسوم کو قائم رکھیں اور ووٹوں کے ذریعہ ہونے والے فیصلہ کو منظور نہ کریں

مرزا عزیز احمد صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لاہور سے قصور تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ کے متعلقہ مقدمات دوسری عدالتوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

دہلی یونیورسٹی کے چانسلر نے خان بہادر محمد عبدالرحمٰن صاحب کو ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء سے از سر نو یونیورسٹی کا وائس چانسلر نامزد کیا ہے۔

چوہدری چھوٹو رام ایم ایل سی نے اخبارات کے نام ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ گول میز کانفرنس میں پنڈت نانک چند کی تقریر سے مجھے کوئی حیرت اور صدمہ نہیں ہوا۔ ان کے خیالات پنجاب کے شہری ہندوؤں کی عام ذہنیت کا خاکہ ہیں اور میری ہمیشہ یہی رائے ہے کہ پنجاب میں اصلی کانگریسیوں کو چھوڑ کر تمام شہری ہندوؤں کی قوم پرستی بالکل نمائشی اور مصنوعی ہے

دہلی کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسلمانان الور اور ریاست کے وزیر اعظم کے درمیان اس سمجھوتہ پر معاہدہ ہوا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تمام مطالبات منظور کر لئے جائینگے۔ اور مہاراجہ صاحب الور کے اس متعلق ۱۲ دسمبر کو اعلان کر دیں گے۔ مطالبات منظور ہونیکے بعد جو لوگ اپنے گھروں کو جانا چاہینگے۔ چلے جائینگے

شمالی ہندوستان کے عیسائیوں کی نمائندہ انجمن نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں اپنی قوم کے لئے جداگانہ انتخاب کا پرزور مطالبہ کرتے ہوئے۔ الہ آباد کانفرنس کے فیصلوں کی مذمت کی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی